بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

- متحدہ علماء کنونشن
- خطبہ استقبالیہ
- تحریک انقلاب اسلامی کے اہداف
- اور متفقہ قرار دادیں
- دفیات

پاکستان کا حالیہ سیاہ انقلاب، حکمران جماعت کے عزائم، لا دینیت کا فروغ، مرزائیت اور شیعیت کی تبلیغ اور یلغار، حکومت کا بھرپور تعاون اور سرپرستی، عورت کی حکمرانی، فحاشی اور بے پردگی کے نئے اور بدترین اطوار سے علماء و مشائخ، صالحین قوم اور جمہور مسلمان اور عام شہری ایسی گھٹن محسوس کر رہے تھے جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر باہر رکھنے سے ہوتی ہے۔ پوری قوم پر ذلت ونکبت حیرت و استعجاب اور مایوسی کی فضا طاری تھی۔ وزیر اعظم سمیت کابینہ اور سرکاری مشینری کے تمام کل پرزے بھٹوازم کی مدح وثنا اور اس کے فروغ اور ترویج میں رطب اللسان ہو گئے۔ نئی امریکی پالیسی، راجیو جی کے عزائم، ماسکو دہلی گٹھ جوڑ اور نئی حکمت عملی اور حکومت کی خطرناک خارجہ پالیسی (جس سے مسلمانوں کا قومی اور ملی وجود سخت خطرہ میں پڑ گیا ہے) سے دینی قوتیں، بہی خواہان ملت، علماء اور جمہور مسلمان شدت سے اذیت محسوس کرتے لگے۔

جمہور مسلمانوں کی طرح قائد انقلاب اسلامی حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی یہی محسوس کیا کہ جس حکومت کی اساس ہی غلط ہو، جو حقوق اور فرائض کی صحیح تقسیم اور توازن، خوفِ خدا، انسانی جان و مال کے احترام اور فطری فرق مراتب پر قائم نہیں، قوم و ملت کے لیے ان کے مستقبل کے اعتبار سے حد درجہ خطرناک ہے۔ جس کے آغاز کار ہی سے ملک کی مستحکم کشتی میں درجنوں سوراخ پیدا کیے جا چکے ہیں اور ملکی سالمیت کی "نیا"، کو مکمل طور پر ڈبو دیئے جانے کے سنگین حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں اور عنداللہ مسئولیت کے احساس، اپنے ماحول اور زمانے سے واقفیت موجودہ نازک اور حساس حالات کی ضروریات، مقتضیات، خطرات سے آگاہی اور ان کے مضمرات کے سدِ باب کے سلسلہ میں، جملہ مکاتب فکر کے نمائندہ متحدہ علماء کنونشن کے انعقاد کے سلسلہ میں کسی بھی ممکنہ کوشش سے دریغ نہیں کیا ——— کنونشن کے انعقاد اور اس کو کامیاب بنانے کے سلسلہ میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی رہنماؤں، علماء و مشائخ اور مرکز علم دارالعلوم حقانیہ کے اکابر اساتذہ اور مشائخ کے کئی وفود ترتیب دیئے، جنہوں نے آزاد کشمیر سمیت ملک کے چاروں صوبوں کا دورہ کیا، تمام مکاتب فکر کے علماء اور مشائخ سے ملاقاتیں کیں، مسلمانوں کے قومی و ملی تشخص کی حفاظت، قومی وحدت اور حالیہ سیاہ ترین اور مایوس کن حالات سے نجات کے لیے مستقبل کے متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کے سلسلے میں، ۲۷ فروری کے علماء کنونشن میں شرکت کی اپیل کی۔

۲۷ فروری کو اسلام آباد ہوٹل میں کنونشن منعقد ہونا تھا، مالکانِ ہوٹل سے اس کے لیے ایک ہال بھی کرایہ پر لیا گیا تھا۔ مگر عین موقعہ پر حکومت نے مطلقاً اسلام آباد میں، حتیٰ کہ بند کمرے بلکہ کسی مسجد میں بھی علماء کے اجتماع پر پابندی عائد کر دی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، نے اس سلسلہ میں مرکزی وزیروں، انتظامیہ اور ارباب اختیار کو ہر ممکن یقین اور اعتماد دلانا چاہا کہ علماء کنونشن میں کسی بھی فساد، تخریب کاری، جلسہ جلوس یا مظاہرہ کا پروگرام نہیں ہے مگر حکومت اپنی ضد پر قائم رہی۔ جمہوریت اور آزادی رائے کا ہزار ڈھنڈورا پیٹنے کے باوجود ارباب اقتدار نے علماء امت سے ایک متفقہ اور اجتماعی نقطہ نظر کے اظہار اور ان سے آزادی سلب کرنے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

بہرحال جب حکومت نے اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا اور اپنی ضد پر قائم رہی تو مجبوراً علماء نے ایک روز قبل جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا، جبکہ اس سے قبل دعوت ناموں میں اجلاس کا مقام "اسلام آباد ہوٹل" لکھدیا گیا تھا، انعقاد سے صرف ایک روز قبل اس تبدیلی اور معمولی سی اخباری اطلاع کے باوجود پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ جملہ مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے ہزاروں علماء کا عظیم الشان عہد ساز اور تاریخی کنونشن منعقد ہوا اور الحمد للہ کہ علماء کی مساعی بارآور ہوئیں اور انہوں نے قوم کو اجتماعی خودکشی کی رسوائیوں اور مایوسی کی دلدلوں سے نکال کر انہیں امید اور یقین کی روشنیاں بخش دیں۔

آزاد کشمیر، چاروں صوبوں اور ملک بھر کے تمام اضلاع سے جملہ مکاتب فکر کے نمائندہ علماء کے اس عظیم اور تاریخی کنونشن کو آزادی اور جمہوریت کے ہزار دعوؤں کے باوجود ریڈیو اور ٹیلیویژن کی نشریات میں کوئی جگہ نہ مل سکی۔ مگر وزیر اعظم اور مرکزی وزراء کے مخالفانہ بیانات اور تہدیدی نشریات سے قوم کو دوسرے روز ہی اندازہ ہو گیا کہ علماء کنونشن کتنا کامیاب رہا اور ہدف کتنا درست اور صحیح تھا۔ خود وزیر اعظم صاحبہ سمیت تمام سرکاری مشینری نے متحدہ علماء کونسل کے مرکزی رہنماؤں کے خلاف حد درجہ اشتعال انگیز کارروائی، یک طرفہ بیانات اور توہین آمیز لب و لہجہ میں علماء حق کی کردار کشی شروع کر دی۔ سرکاری دربار سے وابستہ فتویٰ فروشوں نے عورت کی حکمرانی کے جواز میں فتوے بازی کی، اور بے نظیر صاحبہ کے بعض دیرینہ آشنا بھی دبی زبان میں علماء حق کی اس جہادی مہم کے سدباب میں سرکار تامدار کے حق میں بیانات داغنے لگے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مگر علماء حق نے اس سب کچھ کے باوجود صبر و تحمل، برداشت، حکمت و تدبیر اور دانشمندی سے اپنی صفوں کو متحد رکھا۔ دینی مقاصد کے حصول، مکمل نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کے لیے دانشمندانہ اور ٹھوس لائحہ عمل کے لیے رہنما خطوط متعین کیے۔ علماء کرام کے صدائے احتجاج، واضح اسلامی مؤقف، قلبی کرب و اضطراب کے اظہار سے اور خالص دینی اور جرأت مندانہ مؤقف اور کردار سے پاکستان سمیت پوری دنیا کے مسلمانوں میں بیداری اور مسرت کی لہر دوڑ گئی اور لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ علماء حق کی موجودگی اور ان کے باہمی اعتماد و اتحاد اور تحریک سے حکومت آسانی سے کوئی نظام یا قانون، اللہ کی شریعت، آسمانی کتاب اور جمہور مسلمانوں کے عقائد کے خلاف نہیں بنا سکے گی اور غیر فطری، غیر شرعی حکومت کو استحکام بھی حاصل

نہیں ہوسکے گا۔ اور اب مسلمانوں میں اسلامیت، دینی حمیت، جذبۂ جہاد و قربانی اور انقلابی کردار کی سپرٹ کو مزید متحرک اور فعال بنایا جاسکے گا تاکہ حال کی طرح مستقبل میں یہ ملک اس سے بدترین اور زیادہ شرمناک المیہ سے دوچار نہ ہو ـــــ علماء حق نے عام سیاستدانوں کی طرح خود کو اپنے محدود اغراض تک محصور نہیں رکھا اور قوم کے مستقبل کی تقدیر سے آنکھیں بند نہیں کیں ورنہ اس ملک کی خیر نہ ہوتی۔ غیر ملکی سیاسی کارندے اور جمہوریئے رہنما تو "نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری" کے اصولوں کو اپنائے ہوئے ہیں، مگر علماء نے "بانس بھی رہے بانسری بھی" کے اصول پر کاربند رہ کر بانسری کے نغموں کو بدلنے کی کوششیں شروع کردی ہیں، لادینیت، اباحیت، نفرت اور عداوت کے گیتوں کے بجائے دیانت، شریعت اور شرافت و محبت کے گیت الاپنا چاہتے ہیں ـــــ بدقسمتی سے سیاستدانوں کو اب بھی اپنی پارٹیوں اور جھنڈوں کی فکر ہوتی ہے، دین اور شریعت بلکہ مملکت تک کی حفاظت کا احساس بھی کسی کو نہیں، سب کی خواہش ہے کہ جو کچھ غلط صحیح ہونا ہے ہمارے جھنڈے کے نیچے اور ہمارے زیر اقتدار ہو۔

مگر الحمدللہ کہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ، اور ان کے رفقاء علماء حق نے خدا لگتی اور سچی بات قوم کے سامنے رکھ دی، یاس و قنوط اور ذلت و رسوائی کی تاریکیوں میں روشنی کی قندیل لگادی، امت کی دکھتی ہوئی رگ پکڑ لی، بیماری کی جگہ پر انگلی رکھی ـــــ قومی علماء کنونشن کے انعقاد کے بعد ملک اور بیرون ملک سے اکابر علماء، سکالر، قومی رہنماؤں، دانشوروں، صحافیوں، مدیران جرائد اور عامۃ المسلمین کا ردعمل مولانا سمیع الحق صاحب کے نام ہزاروں خطوط، اور پیغامات اور کنونشن کی کامیابی اور تازہ ترین ملکی حالات سے یہ یقین ہوگیا ہے کہ ہمارے ملک کے لوگ سوئے ہوئے ہیں، مرے ہوئے نہیں، مرا ہوا دفن کردیا جاتا ہے، سویا ہوا جگایا جاسکتا ہے۔ ہم کئی بار سوئے کئی بار جاگے، حالات سنگین ضرور ہیں لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ یقین ہے کہ علماء حق کی قیادت میں قوم اب ایسے جاگے گی کہ اپنے سونے کی سب تلافی کردے گی۔

اگر خدانخواستہ سیاسی جماعتوں اور دینی تنظیموں نے علماء کرام کے متفقہ لائحہ عمل کا ساتھ نہ دیا تو نہ وہ رہیں گے اور نہ ایسے حالات میں ملک باقی رہ سکے گا، چاہے اس کی پشت پر امریکہ ہو یا روس ـــــ اگر اپنا گھر بگڑتے دیکھتے ہوئے ہم خود نہیں سنبھالیں گے تو کوئی دوسرا بھی اسے ہرگز نہیں بنائے گا۔

اب کے تازہ ترین حالات میں علماء و مشائخ اور دینی قوتوں کے سامنے فاتح مصر حضرت عمرو بن العاصؓ کا یہ تاریخی اور حکیمانہ جملہ مدنظر رہنا چاہیئے:۔

انکم فی رباط دائم لکثرۃ الاعداء حولکم وتشوف قلوبھم الیکم۔

تم (مسلمان) خود کو مستقل طور پر محاذِ جنگ پر سمجھو اس لیے کہ تمہارے چاروں طرف کثرت سے دشمن پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں اور نگاہیں ہر وقت تمہارے اوپر ہیں۔

متحدہ علماء کنونشن کے اجلاس کے آغاز میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے جو خطبہ استقبالیہ پیش فرمایا، نقشِ آغاز میں وہی پیشِ خدمت ہے، کہ اس میں موجودہ حالات کا تجزیہ اور اہلِ علم، اصحابِ غیرت اور اہلِ بصیرت کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے اور اس کے ساتھ وہ تمام قراردادیں بھی شریکِ اشاعت ہیں جو کنونشن کی دونوں نشستوں میں متفقہ طور پر منظور کرلی گئیں، اور جو علماء کی تحریکِ انقلاب کے اصل اہداف ہیں۔

(عبدالقیوم حقانی)